SHABANA PERVEEN.
Assistant Professor, Dept. of URDU
Vaishali Mahila College, Hajipur.
B.A(H) II, Paper III
TOPIC :- BALE-JIBREEL KI PAHLI GHAZAL KI TASHREEH

بال جبریل کی پہلی غزل کی تشریح

میری نوائے شوق سے شور حریم ذات میں
غلغلہ ہائے الاماں بتکدۂ صفات میں
حور و فرشتہ ہیں اسیر میرے تخیلات میں
میری نگاہ سے خلل تیری تجلیات میں
گرچہ ہے میری جستجو دیر و حرم کی نقشبند
میری فغاں سے رستخیز کعبہ و سومنات میں
گاہ مری نگاہ تیز چیر گئی دل وجود
گاہ الجھ کے رہ گئی میرے توہمات میں
تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو بھی فاش کر دیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں

تشریح :- شعر ۱

میری نوائے شوق سے شور حریم ذات میں
غلغلہ ہائے الاماں بتکدۂ صفات میں

اقبال نے بال جبریل کی پانچ غزلوں میں معشوق حقیقی سے خطاب کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ غزل اس کتاب کی مانده غزلوں سے ممتاز ہیں میری نوائے شوق سے حریم ذات میں بھی شور برپا ہو گیا ہے کیوں؟ اس لئے کہ اگر عاشق حریم ذات میں داخل ہو گیا بالفاظ دیگر ذات آشکار ہو گئی تو یہ کائنات جو تجلی صفات کی بدولت پیدا ہوئی ہے۔ لقینًا فنا ہو جائے گی اور جب یہ کائنات فنا ہو جائے گی تو پھر ذات اپنا جلوہ کیسے دکھائے گی۔

اگر آفتاب کی تجلی براہ راست انسان کی آنکھ پر تو انسان کی آنکھ کی بصارت زائل ہو جائے گی۔ اسی طرح ذات کی تجلی اگر براہ راست

ہوئے تو تخلیقات فنا ہو جائیں اس لئے ذات حق نے اپنی تجلّی بواسطے صفات فرمائی ہے، تاکہ مخلوقات اس تجلّی کا تحمّل کر سکیں۔ اب دوسرے مصرع پر غور فرمائیں اقبال نے صفات کے لئے بتکدہ کا لفظ استعمال کیا ہے واضح ہو کہ بتکدہ اس مکان کو کہتے ہیں جس میں بت رکھے ہوئے ہوں۔ بت اس جگہ اصطلاحی معنی میں مستعمل ہے یعنی بت سے مراد ہے وہ چیز جو انسان کو اس کے مقصد حقیقی سے غافل کر دے۔ رومی کی اتباع میں اقبال نے بھی ذات ہی کو مقصود قرار دیا ہے یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ حریم ذات میں محض شور برپا ہے لیکن بتکدہ صفات سے الاماں کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

اقبال نے اس مطلع میں عشق شور انگیز کی ثروت اور طاقت کا نقشہ کھینچا ہے لہٰذا اس شعر کو منطق کی کسوٹی پر نہیں پرکھنا چاہیے۔

شعر ۲: حور و فرشتہ ہیں اسیر میرے تخیلات میں
میری نگاہ سے خلل تیری تجلیات میں

بالفاظ دیگر وہ میری نگاہ میں بالکل ہیں جچتے۔ میرے شوق نے میرے ذہن کو اس قدر رفعت عطا کر دی ہے کہ میں حور اور فرشتہ کو در خور اعتناء نہیں سمجھتا کہ میں مصنوع کو دیکھ کر فوراً صانع کو دیکھنے لگتا ہوں۔ میں اس عالم رنگ و بو پر قناعت نہیں کرتا بلکہ اس کے بنانے والے کو دیکھنا چاہتا ہوں اور یہ غور کرتا ہوں کہ جس ذات نے ایسی حسین و جمیل شئے بنائی ہے وہ خود کتنی حسین ہوگی۔

———×———×———